قائپ رہے تھے تاہم ۱۷۸۴ء میں خان نور علی کو احساس ہوا کہ قائپ (اور اس کا خاندان) نہیں بلکہ سیریم باتیر اس کی حکمرانی کے لئے عظیم تر اور فوری خطرہ بن گیا ہے۔

ان حالات میں نور علی نے روسیوں سے سیریم کی بغاوت پر قابو پانے کے لئے مدد کی درخواست کی۔ روسیوں نے اورنبرگ سے پندرہ ہزار کوسکوں پر مشتمل ایک عظیم فوجی دستہ نور علی کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ ۱۷۸۴ء اور ۱۷۸۵ء میں سیریم کی باغی افواج اور خان نور علی کی طرف سے روسی کوسک افواج میں لڑائیاں جاری رہیں۔ سیریم باتیر نے روسی افواج کی برتری کا احساس کرتے ہوئے عارضی طور پر جنوب میں سیر دریا اور بحیرہ آرال کے درمیان کے علاقوں کی طرف پسپائی اختیار کی۔ روسی اب تک حتمی طور پر اس نتیجے پر پہنچ چکے تھے کہ قازق علاقوں میں اپنے حمایت یافتہ خانوں کے ذریعے حکومت کرنا تقریباً ناممکن ہو چکا ہے۔ اس وقت اورنبرگ (فرنٹیئر کمیشن ؟) کا گورنر جنرل بیرن ایگل سٹارم تھا۔ ایگل سٹارم نے سینٹ پیٹرزبرگ پر بہت زوردار انداز میں واضح کیا کہ سیریم باتیر کی بغاوت (جو ختم نہیں ہوئی تھی بلکہ جس نے تدبیراتی چال کے طور پر پسپائی اختیار کی تھی) نہ صرف نور علی کی حکمرانی کے لئے خطرہ ہے "بلکہ سٹیپ پر روسی قبضے کے استحکام کے لئے بھی زبردست خطرہ بن گئی ہے"[۹۴]۔ ایگل سٹارم کے مطابق "قازقوں کو اپنے موجودہ رویے (mood) کی بنا پر روسیوں کا دشمن ہی قرار دیا جانا چاہئے"[۹۵]۔ سیریم باتیر کی لشکر کوچک کے قازقوں میں مقبولیت اور ان کی روس نواز خان سے نفرت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ "۱۷۸۵ء کے موسم سرما میں لشکر کوچک کے کل پچیس سربرآوردہ سرداروں میں سے ۲۰ کا اجتماع منعقد ہوا جس میں متفقہ طور پر نور علی کو خان کے عہدہ سے سبکدوش کرنے کا فیصلہ کیا گیا"[۹۶]۔

لشکر کوچک میں زار شاہی روس کی انتظامی اصلاحات

زارینہ کیتھرین کے لئے اورنبرگ کے گورنر جنرل کی رائے سے اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ چنانچہ اس نے ۱۷۸۴ء میں ایک فرمان جاری کیا جس کی رو سے سٹیپ کے علاقے میں روسی قبضہ مستحکم کرنے کے لیے نئی انتظامی اصلاحات کے نفاذ کا حکم دیا گیا۔ زارینہ کیتھرین نے سیمبرسک اور اوفا کے گورنر جنرلوں کے نام جاری کردہ اپنے اس فرمان میں منجملہ دیگر اقدامات کے "سرحدی فوجی عدالتوں" کی تشکیل کا حکم دیا۔ زارینہ کے اس حکم کی تعمیل میں یہ عدالتیں قائم ہوئیں جو ۱۷۹۹ء تک کام کرتی رہیں۔

ایگل سٹارم نے زارینہ کی حوصلہ افزائی سے از خود ۱۷۸۷ء میں سٹیپ کے قازق

علاقوں (خاص کر لشکر کو چک کے علاقوں) کے لئے نئی انتظامی اصلاحات کا اعلان کیا۔ ان اصلاحات میں خانیت کے خاتمہ اور لشکر کو چک کے علاقوں کو تین انتظامی یونٹوں (مغربی، وسطی اور جنوبی) میں تقسیم کرنے کی تجاویز شامل تھیں۔ ایگل سٹارم نے اپنی تجویز کردہ اصلاحات میں ہر انتظامی یونٹ کو قبائلی سرداروں کی ایک منتخب کونسل اور روسی اور قازق ججوں پر مشتمل ایک فرنٹیئر کورٹ کے مشترکہ انتظام میں دینے کی سفارش کی۔ ان تجاویز کو خان نور علی کے حکمران خاندان، ان کے حریف سلطان قائپ کے خاندان اور حتی کہ لشکر میانہ (مڈل ہرڈ) کے خان ولی نے بھی مسترد کر دیا۔ خان ولی کو خطرہ تھا کہ مستقبل میں یہی اصلاحات اس کے لشکر میں بھی نافذ کر دی جائیں گی جس کے نتیجے میں اس کے لشکر پر بھی روسی اقتدار قائم ہو جائے گا۔ سلطان سیریم باتیر (جو اس وقت تک واپس اپنے لشکر۔ لشکر کو چک۔ کے علاقوں میں آگیا تھا) نے خانوں کے خلاف عوامی جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے ان اصلاحات کو خوش آمدید کہا۔ تاہم بعد میں جب سیریم کو ان اصلاحات کے نفاذ کے نتیجے میں اپنے علاقوں پر روسی اقتدار کے مستحکم ہونے کا اندازہ ہوا اور دوسری طرف روسیوں کی ترکی کے خلاف جنگی کارروائیوں کے نتیجے میں روسیوں کے خلاف ترک مسلمانوں کے حق میں اس کے ملی جذبات بیدار ہوئے تو ایگل سٹارم اصلاحات کی تائید کے ذریعے روسی سلطنت کی خدمت کرنے میں اسے کوئی دلچسپی نہیں رہی[۹۷]۔ ۱۷۸۷ء سے ۱۷۹۰ء تک ایگل سٹارم کی ان اصلاحات کے نفاذ کی تمام کوششیں ناکامی سے دوچار ہوئیں۔ کیونکہ اس دوران (۱۷۸۵ء میں نور علی کو خان کے عہدہ سے سبکدوش کرنے کے بعد) ایگل کی تجویز کردہ اصلاحات کے تحت قبائلی سرداروں کی مجالس علاقے پر موثر کنٹرول قائم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ اگرچہ ۱۷۸۵ء میں قبائلی سرداروں کی طرف سے خان کے عہدہ سے سبکدوش کئے جانے کے بعد سے ۱۷۹۰ء تک خان کے حالات جاننے کے لئے مجھے کسی بھی ماخذ سے رہنمائی نہیں مل سکی تاہم بقول اولکاٹ "۱۷۹۰ء میں خان نور علی اوفا میں جلاوطنی کی حالت میں انتقال کر گیا"[۹۸]۔ اولکاٹ کے اس بیان سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۷۸۶ء سے ۱۷۹۰ء تک روسی پشت پناہی کے سبب اپنے لشکر میں اس کے خلاف نفرت کے جذبات اتنے زیادہ ہو گئے تھے کہ اسے اپنی جان بچانے کے لئے راہ فرار اختیار کر کے روسیوں کے ہاں پناہ لینا پڑی۔

نور علی کی وفات کے بعد ایگل سٹارم اصلاحات کو ترک کر کے روسیوں نے ایک بار پھر نور علی کے بھائی اور (اپنے گماشتے) ایر علی کی سربراہی میں (۱۷۹۰ء میں) لشکر کو چک کی

خانیت بحال کرنے کو اپنے مفادات کے لئے زیادہ مناسب سمجھا۔ ایگل سٹارم کی جگہ جنرل اے۔اے پیوٹلنک (A.A. Peutlink) کو اورنبرگ (فرنٹیئر کمیشن ؟) کا گورنر جنرل نامزد کیا گیا جس نے ۴ ستمبر ۱۷۹۱ء کو ایر علی کو رسمی طور پر خان کے خلعت سے نوازا۔ ایر علی (دور اقتدار: ۱۷۹۰- ۱۷۹۴ء؛ ۱۷۹۰ء سے خان نامزد کیا گیا اور ۱۷۹۱ء میں رسمی طور پر روسیوں نے خان کا لقب عطا کیا) کا تعلق چونکہ چنگیزی نسل کے اسی اشرافیہ (white bone) خاندان سے تھا جن کے روس نواز میلانات کے باعث (لشکر کوچک کے) قازق عوام پہلے سے ہی ان کے خلاف آمادہ بغاوت تھے اس لئے خان کے عہدہ پر اس کے تقرر کے بعد قازق قبائل نے ایک بار پھر سیریم باتیر کی سربراہی میں ایر علی اور اس کے روسی آقاؤں کے خلاف بغاوت برپا کر دی۔ سیریم باتیر نے ۱۷۹۱ء کے اواخر میں قبائلی سرداروں کا جرگہ بلایا جس میں متفقہ طور پر (باتیر جانی بیگ اور اس کے بیٹے قائپ کے خاندان کے) سلطان ابوالغازی کی معاونت سے روس (اور خان) کے خلاف جہاد کا اعلان کیا گیا۔ سلطان ابوالغازی نے روسیوں کے ساتھ اپنے سابقہ تعلقات کی نفی کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ''کسی بھی مسلمان کے لئے ایک عیسائی حکمران کی اطاعت قبول کرنا جائز نہیں ہے''۹۹۔ ۱۷۹۲ء تک سیریم باتیر کی سربراہی میں یہ بغاوت لشکر کوچک کے تمام قبائل تک پھیل گئی تھی۔ روسی شہروں التسک (نووالیتسک) پر قازقوں نے ستمبر ۱۷۹۲ء میں منظم حملہ کیا۔ ۱۷۹۴ء میں ایر علی کی موت تک سیریم کے زیر کمان لشکر کوچک کے قازقوں کی خان اور روسیوں کے خلاف بغاوت جاری رہی۔

ایر علی کی وفات کے بعد اس کے بھتیجے (نور علی کے بیٹے) اشم خان (دور اقتدار: ۱۷۹۴ء-۱۷۹۷ء) نے لشکر کوچک کے خان کا منصب سنبھالا۔ اب سیریم باتیر نے ایک بار پھر اپنے حملوں کا رخ اشم اور اس کے خاندان (aul) کی طرف موڑ دیا۔ ابتداء میں اشم اپنے چچا ایر علی کی طرح سیریم کے حملوں کے خلاف روسیوں کی حمایت کے حصول اور خود اپنے لشکر کے قبائل میں اپنے مفادات کے مطابق جوڑ توڑ میں ناکام رہا۔ تاہم وہ برسر اقتدار آنے کے ایک سال بعد کسی نہ کسی طرح اپنے حامی قبائلی سرداروں سے خان کی حیثیت سے اپنی تقرری کی تائید حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اشم کی اس (نام نہاد) کامیابی کے باوجود ۱۷۹۴ء تک اورنبرگ اور سینٹ پیٹرزبرگ کے حکام اس کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار رہے۔ اورنبرگ کے نئے گورنر جنرل ایس- کے ویزامیتیوف نے ۱۷۹۶ء میں اشم کی طرف سے ایک حد تک روسیوں کے لئے کارآمد ہونے کا ثبوت فراہم کرنے کے بعد اسے روسی حکومت کی طرف سے رسمی طور پر خان کے اعزاز سے نوازا۔ ویزامیتیوف نے اشم اور

اس کے خاندان (aul) کے لیے دریائے یورال کے مغربی کنارے (اندورنی علاقہ) میں اضافی چراگاہیں مخصوص کیں۔ ویزامیتیوف اور اشم کے مابین اس قربت اور اشم کی طرف سے اپنے لشکر کے مفادات کو پس پشت ڈال کر اپنے ذاتی مفادات کے حصول کی ان کوششوں نے اس کے خلاف برپا بغاوت میں مزید شدت پیدا کر دی۔ سیریم اور اس کے حامی باغیوں نے اشم اور اس کے اول (aul) پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے اور ان کے تقریباً تمام ریوڑوں کو ہانک کر اپنے ساتھ لے گئے۔ سیریم اور اس کے زیر کمان باغی قازق قبائل اتنے طاقتور ہو گئے تھے کہ اشم کو حاصل اورنبرگ کے گورنر جنرل کی حمایت کے باوجود وہ ۱۷۹۷ء میں اشم کو قتل کرنے میں کامیاب ہو گئے[۱۰۰]۔

اس دوران میں روسی قازقوں پر اپنا تسلط مضبوط کرنے کے لئے نئی منصوبہ بندی میں مصروف رہے۔ ویزامیتیوف کو واپس بلا کر اس کی جگہ ایگل سٹارم کو دوبارہ اورنبرگ (فرنٹیئر کمیشن) کا گورنر جنرل بنا دیا گیا۔ ایگل سٹارم کو قازقوں کے ساتھ معاملہ کرنے کا سابقہ تجربہ حاصل تھا اور اسے قازق سماجی، معاشی اور سیاسی رویوں کا زیادہ ادراک تھا۔ وہ اس سے قبل قازق علاقوں میں اصلاحات کے عمل سے بھی وابستہ رہا تھا۔ ایگل سٹارم نے اپنی ۱۷۸۷ء کی اصلاحات میں مزید ترامیم کر کے ان کے نفاذ کا از سر نو اعلان کیا۔ ترمیمی اصلاحات میں انتظامی سربراہ کی تقرری کے لئے ایک منتخب کونسل کی تشکیل کا اعلان کیا گیا جو انتخابی عمل کے ذریعے اپنا صدر منتخب کرتی۔ ایگل سٹارم کی ان اصلاحات پر عمل کا نتیجہ روسیوں کی توقعات کے برعکس نکلا۔ نئے انتظامی سربراہ کے عہدہ کے لئے روسیوں کا نمائندہ (روس نواز ابوالخیر کا بیٹا شہزادہ) ائشواک تھا۔ لیکن ایگل سٹارم کی انتظامی اصلاحات کے نتیجے میں منتخب ہونے والی قبائلی سرداروں کی کونسل نے اپنے اجلاس منعقدہ اگست ۱۷۹۷ء میں اس کی خواہشات کے برعکس لشکر کوچک کے قازقوں کے حقیقی نمائندے (باغی لیڈر) سیریم باتیر کو اپنا صدر منتخب کیا۔ ایگل سٹارم نے اپنی ہی نام نہاد جمہوری اصلاحات کے نتیجے میں منتخب ہونے والی کونسل کے سربراہ کے طور پر خان سیریم کی لشکر کوچک پر سربراہی قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ اس نے خود اپنی ہی نافذ کردہ اصلاحات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے (غیر منتخب ؟) روس نواز قبائلی اقساقالوں[۱۰۱] کا جرگہ بلا کر ۱۶ اکتوبر ۱۷۹۷ء کو منتخب کونسل کے منتخب صدر سیریم باتیر کی جگہ ائشواک (دور اقتدار: ۱۷۹۷-۱۸۰۵ء) کو خان منتخب کروایا۔ دو ہفتوں بعد زار پال دوم نے ائشواک کو رسمی طور پر خان کے خلعت سے نوازا[۱۰۲]۔ ایگل سٹارم کے اس عمل سے روسیوں کے اس دعوے کی مکمل طور پر نفی ہوتی ہے کہ وہ قازقوں کو فرسودہ قبائلی

نظام کے بجائے جدید جمہوری روایات اور تہذیبی اقدار سے روشناس کرانا چاہتے تھے۔ واضح طور پر روسیوں کا صرف ایک ہی مقصد تھا کہ وہ قازقوں میں تفرقہ پیدا کر کے اور طبقہ اشراف اور عوام میں خلیج کو وسعت دے کر ان پر مکمل روسی اقتدار مسلط کرنے کی راہ ہموار کرنا چاہتے تھے۔

قازق عوام اور سلطانوں نے ایگل سٹارم اصلاحات سے مایوس ہو کر کراتائی نور علی اولی (کراتائی نور علیف) کو اِشواک کی جگہ خان نامزد کرنے کی کوشش کی لیکن روسیوں نے ان کی کوششوں کی زبردست مزاحمت کی۔ روسیوں نے یہ کہہ کر کراتائی علی اولی کی خان کی حیثیت سے نامزدگی مسترد کر دی کہ وہ ابوالخیر کا ناجائز بیٹا ہے۔ تاہم حقیقت یہ ہے کہ لشکر کوچک کے قازق عوام، قبائلی سرداروں اور روس مخالف سلطانوں کے (باغی) لیڈر سیریم باتیر کے ساتھ اس کے اچھے مراسم کی وجہ سے اس کی نامزدگی مسترد کی گئی۔ اِشواک کی روس نوازی اور لشکر کوچک میں اس کے خلاف نفرت اور بیزاری کے جذبات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ خود اس کا اپنا بیٹا شہزادہ جان تورے اس کا حریف بن کر سامنے آیا اور اس نے عوامی تائید سے اپنے باپ کا تختہ الٹ کر خان بننے کی کوشش کی۔ اگرچہ شہزادہ جان تورے اپنی اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا تاہم وہ عملاً لشکر کوچک میں اپنے حامی دھڑے کا سربراہ (خان) بن گیا تھا۔ دوسری طرف سلطان ابو الغازی، جو لشکر کوچک کے جنوبی حصے (قبائل) کا مقامی سربراہ تھا، نے بھی اِشواک کی بطور خان نامزدگی قبول کرنے سے انکار کر دیا، چنانچہ لشکر کے جنوبی قبائل کا عملاً خود مختار حکمران بن گیا۔ اس دوران بہر حال خان اِشواک اور روسیوں کو لاحق سیریم باتیر کا خطرہ ٹل گیا تھا جو (نامعلوم وجوہات کی بنا پر) خیوا کے علاقوں کی طرف نکل گیا تھا، تاہم سیریم نے خیوا کے علاقوں کو اپنا اڈہ بنا کر وولگا کے ''اندرونی علاقہ'' میں روسی آباد کار کوسکوں پر حملے شروع کر دیے تھے[۱۰۳]۔ دراصل سیریم کو خان بننے کی کوئی تمنا نہیں تھی وہ ایک عوامی لیڈر تھا اور اس کی مزاحمت کا مقصد وحید قازقوں کو روسی تسلط سے آزاد کرانا تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے وہ منگول نسل کے نام نہاد ''وائٹ بون'' کے طبقہ اشراف کے اثر و نفوذ اور اقتدار کو ختم کرنا ضروری سمجھتا تھا[۱۰۴]۔ سیریم باتیر کی زندگی کے آخری ایام کے بارے میں صرف اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے کہ اسے ۱۷۹۸ء یا ۱۷۹۹ء میں (روسیوں نے ؟) قتل کر دیا تھا۔ سیریم باتیر کا خطرہ ٹلنے کے باوجود خان اِشواک اپنے لشکر میں اپنے اقتدار کے لئے کافی حمایت کے حصول میں ناکام رہا۔ شہزادہ جان تورے کے علاوہ اس کا ایک اور بیٹا شیر غازی اور (سابقہ سلطان ابو الغازی کا بیٹا) ابو الغازی بھی اس کے حریف کے طور

پر سامنے آئے۔ ابوالغازی کاراکلپاک کے علاقے انشواک خان سے چھین کر وہاں کا خود مختار حکمران بننے میں کامیاب ہو گیا اور وہاں سے خان انشواک اور اس کے خاندان اور وفادار اولس پر حملے شروع کر دیے[105]۔

روسیوں نے لشکر کو چک کے قازقوں کی اس خانہ جنگی (جس کے خالق وہ خود تھے) کا بہانہ کر کے ان پر ۱۷۹۷ء میں روسی سول قوانین کے نفاذ کا اعلان کر دیا[106]۔ روسیوں کے اس اقدام سے لشکر کوچک میں خانہ جنگی مزید تیز ہو گئی۔ لشکر کوچک کی اس خانہ جنگی کا مرکزی نکتہ وائٹ بون (چنگیزی نسل کے شرفاء کا طبقہ) اور بلیک بون (ماتحت ترک قبائل) کے سرداروں اور اقساقالوں کے مابین اختلافات تھے۔ لشکر کوچک کے قازق (جن کا تعلق ترک قبائل سے تھا) وائٹ بون کے حکمران طبقے کو ایک بیرونی استعماری طاقت (روس) کا آلہ کار سمجھتے تھے۔ ۱۸۰۳ء میں ملی شعور رکھنے والے قازق سرداروں کا ایک اجتماع اورنبرگ کے قریب ایک تجارتی مقام پر منعقد ہوا جس میں آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی ختم کر کے بیرونی طاقتوں کے خلاف اتحاد قائم کرنے پر اتفاق کیا گیا۔ سلطان کراتائی نے اس اجتماع میں شرکت سے انکار کر دیا اور اس کے فیصلوں کی پابندی نہ کرنے کا اعلان کر دیا۔ کراتائی اپنے بھائی انشواک کی جگہ خان بننے کا امیدوار تھا لہذا وہ اس کے خلاف کارروائیاں جاری رکھنا چاہتا تھا۔ اس نے انشواک اور اس کے "اول" پر حملے جاری رکھے جن کی وجہ سے خان انشواک شمال مغرب میں روسی قلعہ بندیوں سے دور اپنے لشکر میں جانے کی ہمت نہ کر سکا[107]۔

سلطان کراتائی کے موثر حملوں اور انشواک کی اس کے مقابلے میں بے بسی کے باعث اسے ۱۸۰۵ء میں تخت سے زبردستی دستبردار کر دیا گیا۔ تاہم سلطان کراتائی کی خان بننے کی توقعات پھر بھی پوری نہ ہو سکیں۔ کراتائی کی جگہ انشواک کے باغی بیٹے جان تورے (جو اس وقت تک روسیوں سے قربت کے نتیجے میں ان کا پسندیدہ امیدوار بن گیا تھا) کو خان نامزد کیا گیا۔ جان تورے ۱۸۰۵ء سے ۱۸۰۹ء تک لشکر کوچک کا برائے نام خان رہا۔ اس دوران میں روسیوں نے ایک بار پھر لشکر کوچک کے قازقوں کو براہ راست روسی سلطنت میں شامل کرنے کے منصوبوں پر غور شروع کر دیا تھا۔ اورنبرگ (فرنٹیئر کمیشن) کے نئے گورنر جنرل وولکونسکی نے قازق سلطانوں اور قبائلی سرداروں کو انتباہ کیا کہ اب کے بعد بدامنی برداشت نہیں کی جائے گی۔ اس نے دھمکی دی کہ بصورت دیگر خان کے عہدہ کو ختم کر دیا جائے گا اور ان کی برائے نام خود مختاری بھی چھین لی جائے گی اور انہیں براہ راست روسی ماتحتی میں لے آیا جائے گا۔ اورنبرگ کے روسی حکام اب اس فیصلے پر پہنچ چکے تھے کہ اورنبرگ سے قازق علاقوں کے

راستے تجارت کو محفوظ بنانے کے لئے یہاں اب "ایک زیادہ رسمی سول انتظامیہ (بالفاظ دیگر مکمل روسی تسلط) کا قیام ضروری ہو گیا ہے"[108]۔ تاہم روسی تاہنوز لشکر کو چک کے قازق علاقوں میں مکمل طور پر روسی طرز کا سول نظام متعارف کرانے میں ہچکچاہٹ کا شکار تھے۔ انہیں خطرہ تھا کہ یہ عمل قازقوں میں روسیوں کے خلاف بھرپور اور منظم بغاوت کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔ روسی اس مرحلے پر اپنے اقتدار کو لشکر کو چک کے قازق علاقوں تک وسعت دینے کی یہ قیمت چکانے کے لئے تیار نہیں تھے۔ چنانچہ انہوں نے تدریجی طریقہ کار اختیار کرتے ہوئے اپنے پسندیدہ خان جان تورے کے مخالفین کو خوش کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ باغی سرداروں اور سلطانوں کی سرکشی پر قابو پانے کے لئے انہیں شریک اقتدار کرنے کی خاطر ایک نئی پالیسی پر عمل شروع کر دیا گیا۔ جس کے تحت مئی ۱۸۰۶ء میں زار الیگزنڈر اول نے خان کے مشیروں کی ایک کونسل کی تشکیل کا اعلان کیا۔ اس کونسل کو انتظامی امور میں خان کی معاونت کی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔ کونسل میں خان (اور خان اور اس کے روسی پشت پناہوں کے) مخالف قبائلی سرداروں کو نمائندگی دی گئی اور اسے دس نکاتی ایجنڈا دیا گیا جس میں خان کے ساتھ ہمہ وقت ہمراہی، مجرموں کے خلاف مقدمات کے قیام اور سزاؤں کے اجراء، اندرونی دشمنیوں پر قابو پانا اور روسی سرحدی آبادیوں نیز روسی تجارتی کاروانوں پر حملوں کی روک تھام جیسے امور شامل تھے[109]۔

اگرچہ اس کونسل میں خان کے مخالفین کو نمائندگی حاصل تھی تاہم اس کی تشکیل سے کراتائی کی بغاوت فرو کرنے میں کوئی کامیابی حاصل نہ کی جا سکی۔ کراتائی اب خان سے براہ راست جنگ پر آمادہ ہو گیا تھا۔ خان کی پوزیشن روز بروز کمزور ہوتی گئی۔ ۱۸۰۷ء میں قبائلی سرداروں نے روسی حمایت اور پشت پناہی کے باوجود خان کی کمزور ہوتی ہوئی پوزیشن کا حوالہ دیتے ہوئے زار روس سے مطالبہ کیا کہ خان جان تورے کی جگہ کراتائی کو خان نامزد کیا جائے۔ روسیوں نے نہ صرف اس درخواست کو مسترد کر دیا بلکہ کراتائی خان کے خلاف تادیبی کارروائی کے لیے روسی فوجی دستے روانہ کیے۔ روسیوں کی طرف سے کراتائی کے خلاف تادیبی کارروائی کا نتیجہ ان کے نقطہ نظر سے یکسر منفی رہا۔ اس کارروائی کے نتیجے میں کراتائی کی عوامی مقبولیت اور فوجی طاقت میں مزید اضافہ ہو گیا اور اس نے روسیوں اور ان کے پسندیدہ خان جان تورے کے خلاف جان توڑ حملے شروع کر دیے۔ وہ قازقوں کی پشت پناہی سے ۱۸۰۹ء میں اپنے بھتیجے جان تورے کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گیا[110]۔

یہ دور لشکر کو چک کے قازقوں کے لئے مشکل ترین دور تھا۔ ان کی گرمائی اور سرمائی

چراگاہوں کے لئے درکار علاقے روسی کوسیک آبادکاری کے نتیجے میں کم ہوتے گئے اور گلہ بانی پر مبنی قازق معیشت تیزی سے روبہ زوال ہو رہی تھی۔ کوسیک نو آبادیوں کے علاقوں میں قازق گلہ بانوں کی آمدورفت پر پابندی تھی۔ ۱۸۱۱ء سے ۱۸۵۰ء تک روسی مسلسل لشکر کوچک کے قازق علاقوں پر قبضہ کرتے چلے گئے جس سے ان کی مشکلات میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ اس دوران روسیوں نے ایلیتسکی دفاعی لائن (Iletskii Defence line) کی تعمیر کے لئے دریائے الک اور یورال کے درمیانی علاقے پر قبضہ کر لیا۔ دوسری طرف لشکر کوچک کے قازقوں کو اپنے زیر اقتدار لانے کے لئے خیوا اور قوقند خانیتوں کے حملے بھی جاری تھے۔ ان مشکل حالات میں روسیوں اور روس نواز خان جان تورے کے خلاف اس کے چچا سلطان کراتائی کی زیر قیادت بغاوت بھی کمزور ہونا شروع ہوگئی۔ خود کراتائی نامساعد اقتصادی حالات کی بنا پر خیوا کے علاقے کی طرف بھاگ نکلا جہاں خیوا کے خان رحیم خان نے اس کی زبردست آؤ بھگت کی تاکہ اسے قازقوں کے لشکر کوچک کو اپنے زیر اقتدار لانے کے لئے بطور حلیف استعمال کر سکے۔ اس دوران میں خان جان تورے کی موت کے بعد ۱۸۰۹ء سے ۱۸۱۲ء تک لشکر کوچک میں خان کی مشاورتی کونسل کی حکمرانی رہی۔ اس دوران کوئی باقاعدہ خان نہیں تھا[111]۔ ۱۸۱۲ء میں روسیوں نے خان مخالف (اور نتیجتاً روس مخالف) تحریک کے کمزور پڑنے کے بعد ایک بار پھر خان کے عہدے کے اجراء کا اعلان کیا۔ ائشواک کے ایک اور بیٹے شیر غازی (دور اقتدار: ۱۸۱۲ء۔۱۸۲۴ء) کو خان کا اعزاز دیا گیا۔ اسی دوران لشکر کوچک کے حکمران خاندان کو روس سے مزید قریب لانے کے لئے روسیوں نے سابقہ خان نور علی کے بیٹے بوکے کو دشت قپچاق کے شکیر علاقوں اور وولگا یورال کے اندرونی علاقے کی طرف نقل مکانی کی اجازت دے دی۔ بوکے کی ہمراہی میں لشکر کوچک کے جو قبائل اس علاقے میں آباد ہوئے ان کا سربراہ خان بوکے (Bukei) کو بنایا گیا۔ ان قبائل کو ان کے سربراہ بوکے خان کی مناسبت سے لشکر بوکے (Bukei Horde) کے نام سے اور وولگا - یورال کے اندرونی علاقوں میں قیام کی مناسبت سے لشکر اندرونی (Inner Horde) کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے[112]۔

خان شیر غازی روسیوں کا گماشتہ تھا اور اسے عوامی حمایت حاصل نہیں تھی۔ اس کی حکمرانی روسی نو آبادیوں کے قریب کے علاقوں تک محدود رہی اور اس کی تابعدار رعایا میں صرف وہی قازق شامل تھے جو معاشی مجبوریوں کے تحت اس علاقے میں اس کے ساتھ ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے تھے۔ خان شیر غازی کی اسی کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کا چچا

کراتائی خان ایک بار پھر سٹیپ کے لشکر کو چک کے قازق علاقے میں نمودار ہوا اور شیر غازی کے خلاف منظم بغاوت کی قیادت میں مصروف ہو گیا۔ ۱۸۱۲ء سے ۱۸۲۴ء تک کے عرصے میں روسیوں نے یورال کے کوسکوں پر مشتمل فوجی دستے اس کی سرکوبی کے لئے بھیجے جو کراتائی کو شکست دینے میں ناکام رہے۔ اورنبرگ کے گورنر جنرل وولکونسکی (Volkonskii) نے آخر کار کراتائی کے ساتھ مذاکرات کا عمل شروع کیا۔ جو نتیجہ خیز ثابت نہ ہو سکا۔ وولکونسکی کے بعد اورنبرگ کا نیا گورنر جنرل پی۔ کے۔ ایسن (P.K Essen) کراتائی کے ساتھ ایک معاہدہ کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس معاہدے کے بعد کراتائی نے اپنے حملوں کا رخ روسیوں سے ارین غازی (ابوالغازی کا بیٹا اور وارث) کی طرف موڑ دیا۔ روسیوں نے کراتائی کو ان کے پسندیدہ خان (کراتائی کے بھتیجے) جان تورے کے قتل کے جرم سے معاف کرنے کا اعلان کیا۔ گورنر جنرل ایسن نے ۱۸۱۸ء میں کراتائی کو لشکر کو چک کا خان بنانے کی بھی سفارش کی لیکن روسی وزارت خارجہ نے اس سفارش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ کراتائی اگرچہ خان کے معزز عہدے تک نہیں پہنچ سکا۔ تاہم ۱۸۲۴ء میں روسیوں کی طرف سے خان کے عہدے کو ختم کرنے کے بعد اسے لشکر کو چک کے مغربی حصے کا منتظم سلطان بنانے کا اعلان کیا گیا۔

۱۸۱۵ء میں ارین غازی سیر دریا کے زیریں علاقے کے شکتی قبائل کا سردار منتخب ہوا۔ اور آہستہ آہستہ وہ لشکر کو چک کی ایک انتہائی طاقتور اور اہم شخصیت بن کر ابھرا۔ ارین غازی نے گورنر جنرل ایسن اور خان ابوالغازی کے ساتھ متعدد معاہدات پر دستخط کئے جن کی رو سے روسیوں نے خیوا خانیت کے حملوں کے خلاف اس کے علاقے کے دفاع کی ذمہ داری اٹھائی اور ارین غازی نے جواباً روسی تجارتی کاروانوں کی اس کے علاقے میں حفاظت نقل و حرکت یقینی بنانے کا عہد کیا۔ روس نواز ہونے کے باوجود ایک باعمل مسلم سردار اور باکردار شخصیت کے طور پر اس کی عوامی مقبولیت میں زبردست اضافہ ہوا اور لشکر کو چک کے قازق سرداروں نے ۱۸۱۷ء اور ۱۸۱۹ء میں روسیوں سے اسے خان کے اعزاز سے نوازنے کے مطالبات کئے۔ اگرچہ گورنر جنرل اورنبرگ ایسن نے قازقوں کی اس درخواست کو قبول کر لیا تھا تاہم روسی وزارت خارجہ کے ایشیائی شعبہ نے ایسن کی رائے سے اتفاق نہیں کیا۔ وزارت خارجہ کے مذکورہ شعبے کے اہل کاروں کے مطابق "ایسا کرنا روس کے استعماری مفادات کے خلاف ہوگا"[۱۱۳]۔

اس دوران شیر غازی کی بدعنوانی کے چرچے عام ہونے لگے۔ ساتھ ہی ساتھ اس کی مصنوعی طاقت کا بھانڈا بھی پھوٹنے لگا۔ چنانچہ وہ سیر دریا کے علاقے میں خیوا خانیت کی توسیع

کی کوششوں کی موثر مزاحمت میں ناکام رہا۔ شیر غازی کا ماتحت سلطان ارین غازی بھی روسیوں کی توقعات پر پورا نہیں اترا۔ نہ صرف یہ کہ وہ روسی مفادات کی نگہداشت میں ناکام رہا بلکہ اس نے روسی فوجی افسر نگری (Nigri) کی سربراہی میں اس کے علاقے سے ہوکر بخارا کی طرف جانے والی روسی مہم پر زبردست احتجاج کیا۔ نگری نے اپنی اس مہم میں اپنے ساتھ دو توپیں اور ۲۳۵ جوانوں پر مشتمل ایک مسلح دستہ بھی شامل کیا ہوا تھا۔ ارین غازی نے نگری کی اپنے علاقے میں مسلح دستوں کے ساتھ آمد کو اپنی خود مختاری کی خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے اسے روکنے کی کوشش کی اور اورنبرگ کے حکام سے احتجاج کیا۔ گورنر جنرل ایسن نے نہ صرف اس کے احتجاج کو مسترد کر دیا بلکہ ۱۸۲۱ء میں سینٹ پیٹرزبرگ بلا کر اس سے تمام اعزازات چھین لئے گئے اور اسے کلوگا جلا وطن کر دیا گیا جہاں وہ ۱۸۳۴ء میں فوت ہو گیا[۱۴]۔ اس سے قبل خیوا کی حملہ آور افواج نے ارین غازی کے مقابلے میں ایک اور مقامی سلطان مینبائی (Manenbai) (ابوالغازی کا بھتیجا) کو مقامی قازقوں کا لیڈر بنانے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ خیوا کی افواج کی مدد سے مینبائی نے ۱۸۲۰ء میں ارین غازی اور اس کے حامیوں کو زبردست شکست سے دوچار کیا تھا۔ ان حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خیوا کے خان محمد رحیم نے سیر دریا کے زیریں علاقوں پر قبضہ کر کے انہیں اپنی خانیت میں شامل کر لیا۔ ۱۸۲۲ء تک اس علاقے میں سکونت پذیر (قازق) شکتی قبائل کو خانیت خیوا کے زیر نگیں کر لیا گیا۔

شیر غازی ۱۸۲۴ء میں اپنی وفات تک برائے نام خان رہا۔ اس کے دور میں لشکر کوچک کے قازق علاقوں میں روسی مفادات کو زبردست نقصان پہنچا۔ ایک طرف خان اور اس کے روسی پشت پناہوں کے خلاف بغاوتیں زوروں پر رہیں دوسری طرف خانیت خیوا کو سیر دریا کے علاقے پر اپنا تسلط قائم کرنے کا موقع ملا۔ تیسری طرف خوقند خانیت سیر دریا کے علاقوں میں مقیم قازقوں کے لشکر بزرگ (گریٹ ہرڈ) کو زیر نگیں کرنے میں کامیاب ہوتی جارہی تھی۔ روسیوں نے اب سنجیدگی سے یہ سوچنا شروع کر دیا کہ قازقوں کی برائے نام خود مختاری اور برائے نام خان کے عہدہ کو مکمل طور پر ختم کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ سینٹ پیٹرزبرگ کے حکمران حلقوں میں اس بات پر تقریباً اتفاق ہو چکا تھا کہ روسیوں کو ''اپنے مفادات'' کے تحفظ کے لئے قازقوں کو براہ راست مکمل روسی کنٹرول میں لانا ضروری ہو گیا ہے۔ اس پس منظر میں روسیوں نے لشکر کوچک میں خان کے عہدہ کو ۱۸۲۴ء میں رسمی طور پر ختم کرنے کا اعلان کر دیا[۱۵]۔ ۱۸۴۴ء تک لشکر کوچک (سمال ہرڈ) کے علاقوں کو ۱۵۴ چھوٹے بڑے انتظامی یونٹوں میں تقسیم کیا گیا جہاں مقامی لوگ (فوجی ؟) سالار (commander) کو منتخب کرتے

تھے اور اورنبرگ کا گورنریٹ جنرل ان کی توثیق کرتا تھا۔ بالاخر ۱۴ جون ۱۸۴۴ء کو لشکر کوچک کے ان علاقوں کے انتظام کے لئے ایک نیا قانون متعارف کرایا گیا جسے ''سٹیٹیوٹ آف دی ایڈ منسٹریشن آف دی اورنبرگ کرغیز'' کے نام سے متعارف کرایا گیا۔ اس نئے قانون کی رو سے لشکر کوچک کے قازق علاقے براہ راست روسی وزارت خارجہ کے ایشیائک ڈیپارٹمنٹ اور اورنبرگ کے ملٹری کمانڈر کے دائرہ اختیار میں دے دیے گئے۔ اورنبرگ حکومت نے وزارت خارجہ کے ایشیائک ڈیپارٹمنٹ کے اشتراک سے لشکر کوچک (سمال ہرڈ) کے انتظام کے لئے ایک نیا ''اورنبرگ بارڈر کمیشن'' قائم کیا۔ یہ کمیشن چار روسی مشیروں اور چار منتخب قازق نمائندوں (اور چیئرمین) پر مشتمل ہوتا تھا۔ کمیشن کا چیئرمین عموماً روسیوں کا نامزد کردہ ہوتا تھا۔ اس کمیشن کے ماتحت مختلف انتظامی اکائیوں میں '' سلطان ایڈ منسٹریٹر'' ہوتے تھے جن کی انتظامی مشینری (پولیس وغیرہ) روسی کوسکوں پر مشتمل ہوتی تھی۔ سلطان کے ذاتی عملہ میں منشی، معاون اور پانچ ہرکارے شامل ہوتے تھے۔ اخلاقی جرائم کے مقدمات کا فیصلہ روسی (فوجی) عدالتوں میں ہوتا تھا۔ جبکہ سول مقدمات سلطان کی تشکیل کردہ قازق عدالتوں میں بھیجے جاتے تھے۔ جہاں ان کا فیصلہ رواجی قانون (''عادت'') کے مطابق کیا جاتا تھا۔ سلطان روسیوں کے لئے ٹیکس وصول کرنے کا ذمہ دار ہوتا تھا اور مقامی اخراجات پورے کرنے کے لئے اسے زکوٰۃ و عشر اکٹھا کرنے کی بھی آزادی ہوتی تھی[۱۱۶]۔

لشکر میانہ روسی استعمار کے چنگل میں

لشکر میانہ (مڈل ہرڈ) کا خود مختار خان سمیکے خان بھی ابوالخیر کی طرح قازقوں کی متحدہ خانیت کے آخری دور کے خان توکے خان کا بیٹا تھا[۱۱۷]۔ ۱۷۳۱ء میں لشکر کوچک کے خان ابوالخیر کی طرف سے زارینہ روس کی بالادستی قبول کرنے کے بعد ۱۷۴۲ء میں اورنبرگ کے گورنر جنرل آئی آئی نپلوئیف اور ابوالخیر کے مابین بڑھتے ہوئے اختلافات ختم کرانے کیلئے زارینہ نے توکلیف کو روانہ کیا۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے، توکلیف ابوالخیر کے ساتھ بہتر تعلقات سے متعلق ایک معاہدہ کی تکمیل میں کامیاب ہوا جس کی رو سے روسیوں نے ابوالخیر کے محبوب بیٹے خواجہ احمد کی بجائے اس کے دوسرے بیٹے اشواک کو یرغمال رکھنے پر رضامندی کا اظہار کیا اور جواب میں ابوالخیر نے روسیوں کے خلاف حملے روکنے کا عہد کیا۔ ابوالخیر کے ساتھ کامیاب مذکرات کے بعد توکلیف نے لشکر میانہ کے خان سمیکے کے پاس ایک سفیر روانہ کیا تاکہ اسے بھی روسی بالادستی قبول کرنے اور ''روسی حفاظت میں آنے'' پر راضی کیا جا سکے۔